فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطہرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

ابو ریحان ضیاء الرحمن فاروقی

ابتدائی حالات

وجاہت

سرخ و سفید رنگ، سرو قد، لحیم و شحیم، وضع قطع تمکنت و وقار کی امتیازی خوبصورتی، کتابی چہرہ، بڑی اور موٹی آنکھیں، چتون شیر کی مانند، گھنی داڑھی، مہندی اور وسمہ کے خضاب سے رنگی ہوئی، وجیہہ صورت، جاذب نظر پرکشش بانکپن، کئی آدمیوں کے حلقے میں ممتاز نظر آتے، قدرتی رعب اور سطوت کے باعث ہر شخص کی توجہ کا مرکز قرار پاتے...... لیکن مزاج میں تقویٰ، عاجزی و فروتنی، نہایت درجہ حلم و بردباری، فقر کی تمکنت اور امیر کی مسکنت کا بہترین امتزاج، لباس میں سادگی بلکہ اکثر دفعہ دسیوں پیوند صرف قمیض پر لگے ہوتے۔

امام اوزاعیؒ کے استاد کا کہنا ہے۔

میں نے معاویہؓ کو دمشق کے بازار میں سوار دیکھا آپ کے پیچھے آپ کا غلام تھا۔ آپ کی قمیص کا گریباں چاک ہوا تھا۔ اسی حالت میں آپ بازار میں پھر رہے تھے (حالانکہ آپ وہاں کے حکمران تھے۔) (البدایہ والنہایہ ج ۸ صفحہ ۱۳۴)

حضرت مسلمؒ فرماتے ہیں کہ معاویہؓ ہمارے پاس آئے اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین تھے۔[۱]

ولادت

حضرت معاویہؓ مکہ کے نامور سردار سیدنا ابو سفیان کے فرزند ارجمند تھے۔ بعثت نبوی سے پانچ سال قبل ۶۰۸ء آپ کی ولادت ہوئی۔[۲] بچپن ہی سے آپ میں اولوالعزمی اور بڑائی کے آثار نمایاں تھے چنانچہ آپ نوعمر تھے۔ آپ کے والد ابو سفیانؓ نے آپ کی طرف دیکھا اور کہنے لگے۔

---

[۱] مجمع الزوائد ج ۹ صفحہ ۳۵۵

[۲] ابن حجر الاصابہ ج ۳ صفحہ ۴۱۳ واز عمر ابو النصر مصری معاویہ بن سفیان ۶۰۸ کی ولادت کے بموجب آپ حضرت علیؓ سے عمر میں چھ سال چھوٹے تھے۔ مسلم ابن قتیبہ کے مطابق آپ حضرت علی سے ایک سال چھوٹے ہیں اور بعثت سے ۱۲ برس —— آپ کی —— ولادت ہوئی۔

"میرا بیٹا بڑے سر والا ہے اور اس لائق ہے کہ اپنی قوم کا سردار بنے" آپکی والدہ ہندؓ نے یہ سنا تو کہنے لگیں۔ فقط اپنی قوم کا' میں اسکو رووں اگر یہ پورے عرب کی قیادت نہ کرے۔"

اسی طرح عرب کے ایک قیافہ شناس نے آپکو اچانک دیکھا تو بولا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ اپنی قوم کا سردار بنے گا۔"

کنیت

آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔

تربیت

ماں باپ نے آپ کی تربیت میں اسوقت کے عرب کے دستور کے مطابق کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مختلف علوم و فنون سے آپکو آراستہ کیا اور اس دور میں جبکہ لکھنے پڑھنے کا رواج بالکل نہ تھا اور سارے عرب میں جہالت کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ آپ کا شمار ان چند گنے چنے لوگوں میں ہونے لگا جو علم و فن سے آراستہ تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ قبل از اسلام آپ کی حالت کے بارے میں علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔

وکان رئیساً مطاعاً ذامال جزمل

"آپ اپنی قوم کے سردار تھے۔ آپکے حکم کی اطاعت کی جاتی تھی اور آپ کا شمار مالدار لوگوں میں ہوتا تھا۔" [۳]

قبول اسلام

مشہور مورخ محمد بن سعد طبقات میں رقمطراز ہیں۔ حضرت معاویہؓ فرمایا کرتے تھے میں عمرۃ القضاء سے پہلے ہی اسلام لے آیا تھا مگر مدینہ جانے سے ڈرتا تھا۔ کیونکہ میری والدہ اسکے خلاف تھیں۔ تاہم ظاہر طور پر فتح مکہ کے موقع پر آپ نے اپنے والد کے ہمراہ اسلام لانے کا اعلان کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بدر، احد، خندق، غزوہ حدیبیہ میں آپ کفار کی جانب سے کسی لڑائی میں شریک نہ ہوئے، حالانکہ آپ اسوقت جوان تھے۔ آپکے والد سالار کی حیثیت سے شریک ہو رہے تھے اور آپکے ہم عمر سینکڑوں جواں بڑھ کر اسلام کے خلاف جنگ میں حصہ لے رہے تھے۔

۔ ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج ۸ صفحہ ۱۱۸ مطبوعہ مصر ۳۔ ایضاً

ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداء ہی سے اسلام کی روشنی آپکے دل میں اتر چکی تھی۔ بالآخر کئی سال پہلے پیدا ہونیوالی روشنی صبح فتح مکہ میں فروزاں ہو گئی اور ان کرنوں سے عرب کیا عجم کے ہزاروں خطے جگمگا اٹھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تعلق اور کتابت وحی

آپکی علمی پختگی اور شیفتگی حق ہی کے باعث دربار رسالتؐ میں آپکو خاص مقام حاصل تھا۔ اسلام لانے کے بعد مستقلا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے۔ جلد ہی آپکو صحابہؓ کی ایسی مقدس اور خوش نصیب جماعت میں شامل کر لیا گیا۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کتابت وحی کیلئے مامور فرمایا تھا۔ چنانچہ جو وحی آپ پر نازل ہوتی اسے قلمبند کرتے اور خطوط و مراسلہ جات کی نگرانی کی اور ترسیل کا کام بھی آپکے ذمے تھا۔ اس طرح گویا تاریخ اسلام میں صرف ایک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات ایسی ہے جسے کاتب وحی ہونے اور دنیا کے سب سے بڑے رسول کی خدمت میں سیکرٹری کے طور پر رہنے کا شرف حاصل رہا۔ یہی دو باتیں حضرت معاویہؓ کی امانت و دیانت اور عدالت کے لئے انکے خلاف تمام الزامات پر بھاری ہیں۔

علامہ ابن حزمؒ کے مطابق کاتبین وحی میں سب سے زیادہ حضرت زید بن ثابتؓ آپ کی خدمت میں رہے اور اسکے بعد دوسرا درجہ حضرت معاویہؓ کا تھا۔ یہ دونوں حضرات دن رات آپکے ساتھ لگے رہتے اور اسکے سوا کوئی کام نہ کرتے تھے۔[1]

کاتبان وحی کو درج ذیل قرآنی صراحت کی روشنی میں دیکھا جائے تو انکی صداقت کیلئے یہی ایک چیز کافی ہے۔فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ

قرآنی صفحات بہت معزز اور بلند درجہ والے پاکیزہ ہیں چمکتے ہوئے ہاتھوں والے ہیں اور بہت زیادہ عزت والے لوگ ہیں۔

مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں واضح ہوا کہ کاتب وحی کے طور پر آپکا درجہ کسقدر بلند ہے۔ قرآن کی زبان میں آپ بہت عزت والا کہا گیا ہے ایک مسلمان کیلئے اس سے بڑی کوئی سند نہیں۔

1۔ ابن حزم جوامع السیرۃ صفحہ ۲۷ بحوالہ حضرت معاویہؓ اور تاریخ حقائق صفحہ ۲۳۰ از مولانا محمد تقی عثمانی۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ——— بعد از اسلام

عہد رسالت ‘ غزوات میں شرکت

قبول اسلام کے بعد حضرت معاویہؓ نے آنحضرت ﷺ کیساتھ تمام غزوات بالخصوص حنین‘ طائف‘ یمامہ اور چھوٹی چھوٹی کئی گشتی اور جنگی مہموں میں شرکت فرمائی۔ خصوصاً طائف میں اپنے والد حضرت ابو سفیانؓ کے ہمراہ تبلیغ و جہاد کیلئے اہم خدمات سرانجام دیں اور آپکے والد نے وہاں کے رئیس الاعظم ابن الاسود کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔[1] جس سے خوش ہو کر آپ ﷺ نے انکو اور انکے والد کو کثیر مال غنیمت مرحمت فرمایا۔[2]

مواخات

فتح مکہ کے بعد الفت و مواخات منقطع ہو چکی تھی۔ چونکہ حضرت معاویہؓ فتح مکہ سے دو سال قبل اسلام قبول کر چکے تھے۔ اس لحاظ سے حضور ﷺ نے ان کی مواخات حضرت حتات مجاشعیؓ سے کرائی۔[3]

کتابت وحی

مفتی حرمین شیخ احمد بن عبداللہ طبری لکھتے ہیں حضور ﷺ کے تیرہ کاتب تھے۔ ان میں حضرت معاویہؓ اور زیدؓ سب سے زیادہ کام کرتے تھے۔

(خلاصہ السیر بحوالہ حضرت معاویہؓ صفحہ ۱۳)

ایک شیعہ مورخ الفخری یہاں تک لکھتا ہے۔

"معاویہ ان کاتبان وحی میں سے تھے جو رسول اللہ کے پاس بیٹھ کر لکھتے تھے۔"[4]

مصری فاضل حسن ابراہیم کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔

عجیب بات ہے کہ اگرچہ حضرت معاویہؓ دیر میں مسلمان ہوئے۔ تاہم متبعین رسول میں ہیں۔ آپ ایمان و اخلاص میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ دعوت سے وابستگی اور اس کی طرف سے مدافعت میں بہتوں سے آگے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر بڑا

اعتماد تھا۔ آپ نے انہیں بلا کر کتابت وحی کی خدمت سپرد فرمائی۔ جسے آپ انتہائی خلوص کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔[1]

خدمت نبوی

جب تک آپ ﷺ بقید حیات رہے حضرت معاویہؓ آپ کی خدمت سے جدا نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ سفر و حضر میں بھی خدمت کا موقع تلاش کرتے رہے۔ چنانچہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کہیں چلے تو معاویہؓ بھی پیچھے پیچھے ساتھ ہو گئے۔ راستہ میں حضور ﷺ کو وضو کی حاجت ہوئی۔ پیچھے مڑے تو دیکھا معاویہؓ لوٹا لیے کھڑے ہیں۔ آپ بہت متاثر ہوئے چنانچہ وضو کے لیے بیٹھے تو فرمانے لگے۔

"معاویہؓ تم حکمران بنو تو نیک لوگوں کیساتھ نیکی کرنا اور برے لوگوں سے درگزر کرنا۔"

حضرت معاویہؓ فرمایا کرتے تھے کہ اسی وقت سے مجھے امید ہو گئی تھی کہ حضور ﷺ کی پیشین گوئی صادق آئے گی اور میں کبھی نہ کبھی ضرور خلیفہ ہو کر رہوں گا۔[2]

حضور ﷺ آپ کی خدمت اور بے لوث محبت سے اتنا خوش تھے کہ بعض اہم خدمات آپ کے سپرد فرما دی تھیں۔ علامہ اکبر نجیب آبادی اپنی تاریخ میں رقمطراز ہیں۔

"حضور ﷺ نے اپنے باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کی خاطر مدارات اور ان کے قیام و طعام کا انتظام و اہتمام حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دیا تھا۔[3]

(تاریخ الاسلام ۲ صفحہ ۷)

سفارت نبوی

مکہ سے آنے کے بعد حضرت معاویہؓ مستقل طور پر خدمت نبوی میں رہنے لگے تھے۔ انہوں نے تبلیغ دین اور کتابت وحی کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ علامہ زرکلی کے مطابق حضور ﷺ نے آپ کو حضرموت کی طرف بھیجا۔ کہ وہاں کے لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں اور اسلام سے روشناس کرائیں۔[1]

(الاعلام)

عہد خلفاء راشدین

عہد صدیقی

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ اور آپکے والد حضرت ابو سفیانؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ عہد صدیقی میں موصوف کا شمار خلافت کے اولین افراد میں ہوتا تھا۔ تذکرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں حضرت معاویہؓ روایت حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور اس زمانے میں آپ نے حضرت ابو بکرؓ، حضرت عثمانؓ اور اپنی بہن حضرت ام حبیبہؓ سے حدیثیں روایت کیں۔[1] (آپ کی مروایت کی تعداد ابن حجر مکیؒ کے مطابق ۱۶۳ ہے)

حضرت معاویہؓ مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں

عہد صدیقی میں منافقین اور مرتدین کی شورش نے خطرناک صورت اختیار کرلی تو اس کے خلاف پہلی تلوار حضرت معاویہؓ کے چچا حضرت خالد بن سعیدؓ اموی کی اٹھی۔ ان کے بعد خالد بن ولیدؓ رزمگاہ میں اترے تو حضرت معاویہؓ نے ان کی قیادت میں بے مثال جوہر دکھائے۔ عرب نقاد رضوی لکھتا ہے، حضرت معاویہؓ کسی کا خون بہانا پسند نہیں کرتے تھے مگر پھر بھی آپ اسلامی ہدایات کے مطابق مرتدین کے قتل و قتال میں کسی سے پیچھے نہ تھے ...... ایک روایت یہ بھی ہے کہ مسیلمہ کذاب حضرت معاویہؓ کے وار سے قتل ہوا۔

جہاد شام میں حصہ

حضرت معاویہؓ کے بڑے بھائی یزید بن ابو سفیان کو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے شام کے لشکر کا امیر بنایا تو حضرت معاویہؓ کو اس لشکر کے ہراول دستہ کا علمبردار مقرر کیا۔[2]

---

[1] محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ ج ۲ صفحہ ۷۱ ۳ فتوح البدان ۲۸ [2] فتوح البلدان صفحہ ۱۲۳ ۳ تاریخ الامت ج ۳ صفحہ ۸

فتوح البلدان کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے بھائی کے دوسرے شامی لشکر کے امیر بنائے گئے۔ الغرض حضرت معاویہؓ ان خوش نصیب مجاہدوں میں سے ایک ہیں۔ جنہیں صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کی نگاہ انتخاب نے امت مسلمہ کی قیادت کے لیے چنا۔ ملاحظہ ہو کہ شام جانے والا یہ پہلا لشکر تھا جسے مشہور سپہ سالاران ابو عبیدہ بن الجراحؓ، خالد بن ولیدؓ اور عمرو بن عاص سے بھی پہلے دس ہزار سپاہ کی معیت میں روانہ کیا گیا۔ حضرت معاویہؓ اپنی حربی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اور فتح نصرت حاصل کی۔ علامہ بلاذریؒ رقمطراز ہیں۔

وکان لمعاویہ فی ذالک ملاحسن واثر جمیل

معاویہؓ نے کارہائے نمایاں پیش کیے اور وہاں بہترین اثر چھوڑا۔ ۲

بلاذری ہی کے مطابق شامی معرکے کے بعد فتح مرج اور صفر کے معرکے میں آپ نے خدمت جہاد سرانجام دی۔ آپ کے چچا خالد بن سعیدؓ اموی اسی جنگ میں شہید ہوئے تو ان کی شہرہ آفاق تلوار آپ کے قبضے میں آئی۔

عہد فاروقی

حضرت ابو بکر صدیق کا دور حکومت صرف دو سال تین ماہ دس دن پر مشتمل تھا۔ اس لیے جولانی طبع کے جوہر دکھانے کا صحیح موقع عہد فاروقی میں آپ کو ملا۔ فتح مرج کے بعد آپ نے اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان کے ساتھ شام کے مضبوط قلع حیدا عرفہ، جبلی اور بیروت کی تسخیر کے لئے پیش قدمی کی۔ عرفہ کے قلعہ کو فتح کرنے کے لیے حضرت معاویہؓ نے جان جوکھوں میں ڈال دی۔ ان قلعوں کی فتح نے حضرت عمر فاروقؓ کو بہت متاثر کیا۔ چنانچہ انہوں نے خوش ہو کر آپ کو اردن کا گورنر مقرر کر دیا۔ قبل ازیں جو علاقے رومیوں کے قبضے میں چلے گئے تھے۔ آپ نے دوبارہ چھین لیے اور وہاں اسلامی شوکت و حشمت کا پھریرا لہرا دیا۔ ۳

> ❑ چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں پرتگال سے لے کر چین تک پھیلی ہوئی وسیع و عریض حکومت جو ۶۴ لاکھ ۱۵ ہزار مربع میل کے رقبہ کو محیط تھی۔ قریباً بیس سال تک صرف حضرت معاویہؓ کے دور میں قائم ہوئی۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت اور اجماع امت

ربیع الاول ۴۱ھ میں نہر "دجیل" کے کنارے واقع موضع "مسکن" میں سیدنا حسنؓ نے سیدنا معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔ صلح کا مختصر سا خاکہ ملاحظہ ہو۔

لڑائی کے بعد سیدنا معاویہؓ کو ایک سال کا عرصہ گزرا ہوگا کہ حضرت علیؓ اپنے ایک باغی ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہو کر فردوس بریں میں پہنچ گئے تاریخ ابن کثیر میں ہے۔

حضرت علیؓ کا وقت رحلت قریب تھا تو آپ نے حضرت حسنؓ کو وصیت کی۔ "بیٹا معاویہؓ کی امارت قبول کرنے سے نفرت نہ کرنا... ورنہ باہم کشت و خونریزی دیکھو گے۔[1]

چنانچہ حضرت حسنؓ نے اپنے والد کی نصیحت پر عمل کیا۔ جب شیعان علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے لڑنے کیلئے زور دیا تو آپ نے ان سے فرمایا "میرے والد مجھ سے فرما چکے ہیں۔ معاویہؓ ایک دن خلیفہ ہو کر رہیں گے۔ خواہ ہم کتنی ہی بڑی فوج لے کر ان کے مقابلے میں نکلیں پر یہ غالب رہیں گے کیونکہ منشائے خداوندی کو ٹالا نہیں جا سکتا۔"[2]

امیر المومنین حضرت حسنؓ کی یہ بات سبائیوں کو پسند نہ آئی۔ وہ آپ کے دشمن ہوگئے اور کھلم کھلا آپ کو کافر اور مذل المومنین کہنے لگے یہاں تک کہ مدائن میں آپ پر حملہ کیا، خیمہ لوٹا اور آپ کو نیزہ مارا:

ملا باقر مجلسی کی زبانی یہ کہانی ملاحظہ ہو۔

"جب امام حسن کو نیزہ مارا گیا تو آپ زخم کی تکلیف سے کراہ رہے تھے اور ایک شخص زید بن وہب جہنی سے فرما رہے تھے۔"

واللہ معاویہ خیر لی من ھولاء یزعمون انھم لی شیعہ ابتغوا قتلی و ابتھوا ثقلی واخذو مالی

---

[1] تاریخ ابن کثیر ج ۸ صفحہ ۱۳، ازالۃ الخفاج ۲ صفحہ ۲۸۳ ابن الحدید شیعی ج ۳ صفحہ ۸۳۶ [2] حضرت معاویہ شخصیت و کردار (حکیم محمود ظفر)

"بخدا میں معاویہ کو اپنے لیے ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے کو میرا شیعہ کہتے ہیں۔ انہوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا۔ میرا خیمہ لوٹا میرے مال پر قبضہ کیا۔"

بالآخر سیدنا حسنؓ نے اپنے بھائی حسینؓ اور بڑے بہنوئی ابن جعفر کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔ ادھر حضرت معاویہؓ بھی اپنے دل میں آرزوئے صلح لیے بے چین و بے قرار تھے۔ آپ نے حضرت حسنؓ سے پہلے صلح کی تحریک پیش کر دی اور ایک سادہ کاغذ پر اپنی مہر ثبت کر کے حضرت حسنؓ کی خدمت میں بھیجا اور کہلایا کہ آپ جتنی شرطیں چاہیں اس پر لکھ دیں مجھے منظور ہے۔ حضرت حسنؓ نے اپنی شرطیں لکھیں۔ جسے حضرت معاویہؓ نے بلا کسی ترمیم منظور کر لیا۔[1] صلح کے بعد سیدنا حسنؓ نے خطبہ دیا۔

"مسلمانو! میں نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی اور ان کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کر لیا اگر امارت و خلافت ان کا حق تھا تو ان کو پہنچ گیا اگر یہ میرا حق تھا تو میں نے ان کو بخش دیا۔

(تاریخ اسلام از اکبر نجیب آبادی ج ۹ صفحہ ۵۵۴)

اس تقریر کے بعد حضرت حسنؓ نے اپنے معاہدے کے مطابق پچاس لاکھ درہم نقد اور ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ لے کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور حضور ﷺ کی پیشینگوئی کہ میرا بیٹا سید ہے' خدا اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ اب جا کر پوری ہوئی۔[2]

علامہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں۔ حضرت حسنؓ کی بیعت کے بعد سیدنا معاویہؓ باقاعدہ طور پر پوری مملکت اسلامیہ کے امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین مقرر ہو گئے اور اس سال کا نام عام الجماعت رکھا گیا' کیونکہ ملت اسلامین نے ۶/۵ سال کے تفرق و اختلاف کے بعد اس سال ایک خلیفہ پر اجماع کیا تھا۔[1]

[1] اخبار الطوال صفحہ ۲۳۰ [2] حضرت معاویہ بن ابی سفیان صفحہ ۴۲

خلیفہ کا پہلا کام

مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد آپ نے علماء و اشراف کی مدد سے ایک مجلس شوریٰ بنائی۔ پہلی مجلس میں بغاوتوں پر تبادلہ خیال ہوا اور یہ طے پایا کہ پہلا قدم خارجیوں کے خلاف اٹھایا جائے کیونکہ وہ کھلم کھلا آمادہ بغاوت تھے (خارجیوں میں فردہ بن نوبل ــــ مستورو بن علقمہ کا نام قابل ذکر ہے) حضرت مغیرہ بن شعبہ اور اپنے بھائی زیاد بن ابی سفیان کی مدد سے آپ نے ایک سال کے اندر اندر خارجیوں کا صفایا کر دیا۔ ان کے بڑے بڑے سردار عین میدان جنگ میں مارے گئے۔ خارجیوں سے لڑائی کے دوران سیدنا معاویہؓ نے قاتلین عثمان کو بھی چن چن کے قتل کیا۔ ۴۱ء کے اواخر میں بلخ، ھرات اور بادغیس کی بغاوتیں بھی کچلی گئیں۔ ۴۲ھ میں جب کابل میں بغاوت اٹھی تو حضرت عبداللہ بن عامر اموی کو روانہ کیا گیا جنہوں نے دشمنوں کا قلع قمع کر دیا۔

- ۴۸ھ میں حضرت معاویہؓ نے اسلامی تاریخ کا ناقابل فراموش معرکہ سر کیا۔ جس کے تحت انہوں نے شمالی افریقہ کے جنگلات کاٹ کر ۴۰ ہزار فوجی ماہرین کو بحری جہاز بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے چند ماہ کے عرصے میں ایک ہزار سات سو بحری جہازوں پر مشتمل ایک دیو ہیکل بحری بیڑہ تیار کیا۔ آتشکدہ کفر سرد ہوا اور رومیوں کی سطوت خاک میں مل گئی۔
- اسلامی تاریخ میں حضرت معاویہؓ واحد مدبر، منتظم، اعلیٰ صفات کے حامل حکمران ہیں جنہوں نے اسلامی فتوحات کا دائرہ بلاد عرب و عجم اور یورپ و افریقہ تک وسیع کیا۔ نہ صرف یہ کہ عہد فاروقی کی ۲۳ لاکھ مربع میل کی فتوحات کو ترقی زار بنا دیا۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کابل، قندھار، روھوڈی، صقلیہ، شمالی افریقہ، درہ خیبر، بولان، قلات اور ایشیائی ممالک کے دروازوں پر آکر دستک دی۔

مسلمانوں کی خانہ جنگیوں میں خلافت راشدہ کی دلنواز نظر افروز تصویر کا ایک چوکھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا تاہم امیر معاویہؓ نے اپنے حسن تدبر سے اصل تصویر باقی رکھنے کی جو کوشش کی۔ وہ ہر حال میں قابل داد ہے۔ تاریخ ملت ج ۳ صفحہ ۵۰

سیدنا معاویہؓ آنحضرتؐ کی زبان میں

فضائل و مناقب

حضرت معاویہؓ کو آنحضرت ﷺ سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ ﷺ بھی ان پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ بیشتر احادیث میں بڑی صراحت کے ساتھ کئی مواقع پر آپ کے مقام علو کا ذکر ملتا ہے، ملاحظہ ہو۔

(۱) قال النبی صلی اللہ علیہ و سلم اللھم اجعلہ ھادیاً مھدیاً و اھد بہ

"اے اللہ معاویہؓ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔[1]

(۲) اللھم علم معاویہ الکتاب و الحساب و قہ العذاب۔ (الحدیث)

"اے اللہ معاویہؓ کو حساب کتاب سکھا اور اس کو عذاب جہنم سے بچا۔[2]

(۳) اللھم علمہ الکتاب و مکن لہ فی البلدار و قہ العذاب

اے اللہ معاویہؓ کو کتاب سکھلا دے اور شہروں میں اس کو حکمران بنا دے اور اس کو عذاب سے بچا۔[3]

(۴) ایک روایت میں تو یہاں تک ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرؓ کو کسی کام کے مشورہ کیلئے طلب فرمایا۔ مگر دونوں حضرات کوئی مشورہ نہ دے سکے۔ آپ نے فرمایا

ادعوا معاویہؓ احضروہ امر کم فانہ قوی امین۔

"معاویہؓ کو بلاؤ اور معاملہ کو ان کے سامنے رکھو۔ کیونکہ وہ قوی اور امین ہیں۔ (غلط مشورہ نہ دیں گے۔)

1. ایضاً، 2. جامع ترمذی، 3. کنز العمال ج ۶ ۱۹۰، 4. کنز العمال ج ۶ / ۸۷، 5. تطہیر الجنان صفحہ، 6. تاریخ الاسلام حافظ ذہبی، 7. ابن حجر الاصابہ ج ۳ / ۴۱۳

(۵) لا تذکروا معاویہؓ الا بخیر

"معاویہؓ کا تذکرہ صرف بھلائی کے ساتھ کرو۔"

(۶) یبعث اللہ تعالی معاویہ یوم القیمہ و علیہ دو من نور الایمان

آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاویہؓ کو اٹھائیں گے تو ان پر نور ایمان کی چادر ہوگی۔"

(۷) قال النبی صلی اللہ ان معاویہ لا یضارع امدر ضوعہ

حضور ﷺ نے فرمایا "جو بھی معاویہؓ سے لڑے گا۔ زیر ہوگا۔"

(۸) صاحب سری معاویہ بن ابی سفیان فمن لحہ فقد نجاۃ و من ابغضہ فقد ھلک

معاویہؓ میرا رازدان ہے جس نے اس کے ساتھ محبت کی نجات پا گیا جس نے بغض رکھا ہلاک ہوا۔

(۹) احلم من امتی معاویہؓ

میری امت میں معاویہؓ سب سے زیادہ بردبار ہے۔

(۱۰) اللھم اصلاہ علما

اے اللہ معاویہؓ کو علم سے بھر دے۔

(۱۱) یا معاویہ ان ولیت الامر فاتق اللہ

اے معاویہؓ تمہارے سپرد امارت کی جائے تو تم اللہ سے ڈرتے رہنا۔"[1]

(۱۲) اول جیش من امتی یغزو البحر نقد اوجبوا

میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو بحری لڑائیوں کا آغاز کریگا۔ اس پر جنت واجب ہے۔ ابن اثیرؒ اور تمام تاریخوں کے مطابق حضرت معاویہؓ واحد شخص ہیں جنھوں نے سب سے پہلے بحری لڑائی کا آغاز کیا۔

اوصاف و کمالات

سیدنا معاویہؓ مکارم اخلاق کے پیکر تھے اور کیوں نہ ہوتے جبکہ زبان رسالت نے انکو مہدی کے لقب سے یاد فرمایا تھا۔ مشہور تابعی بزرگ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ معاویہؓ کے اخلاق و افعال کو دیکھتے تو بے ساختہ کہہ اٹھتے کہ ''مہدی یہی ہیں' ہادی یہی ہیں۔'' آپ کے محاسن اخلاق پر تبصرہ کرتے ہوئے عرب نقاد زکریا نصولی لکھتا ہے۔ معاویہؓ رسول اللہ کے معتمد بڑے ثقہ ذکی اور عمدہ اخلاق والے اصحابی تھے۔ اسی رتبہ عظیم کی بنا پر وہ اسلام کے بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے۔

بے غبار حقیقت یہ ہے کہ تاریخ اسلام میں آپ درخشاں شخصیت کے مالک تھے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے حکومتوں کی ترتیب کی امتوں کی قیادت اور ملکوں کی نگہبانی کی۔ ان تمام باتوں کے باوجود مورخین عرب نے ان کو ان کا صحیح مقام نہیں دیا۔ جس کے وہ مستحق تھے۔ بالخصوص شیعہ مورخین نے اور یہ بات بربنائے تعصب ہوئی۔ [1]

زہد و تقویٰ

صاحب اعلام الاسلام لکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ، امیر معاویہؓ کی ایمانداری اور انکے زہد و تقویٰ سے واقف تھے۔ اسلئے انکی بڑی قدر کرتے تھے، [2] اور کیوں نہ کرتے جبکہ حضرت معاویہؓ کا ظاہر و باطن دونوں یکساں تھے۔ جیسا کہ حضرت قبیصہ بن جابرؒ فرماتے ہیں کہ میں معاویہؓ کیساتھ رہا ہوں۔ انکے ساتھ اٹھا بیٹھا ہوں ان سے بہتر محبوب رفیق کسی کو نہیں پایا اور نہ ظاہر و باطن میں یکساں کسی کو دیکھا۔ [1] حضرت امام احمد بن حنبلؒ اپنی تالیف کتاب الذہد میں حضرت معاویہؓ کی زاہدانہ زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے ایک روایت یوں نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ جامع دمشق میں خطبہ دے رہے تھے۔ اسوقت دیکھا گیا تو انکے جسم مبارک پر جو کرتا تھا وہ بوسیدہ اور پھٹا ہوا تھا۔[2] یہ ان معاویہؓ کے لباس کا حال ہے جنہیں کہا جاتا ہے کہ وہ ریشم اور حریر استعمال کرتے تھے۔

---

[1] امیر معاویہؓ۔ ۱۴۷ از نصولی۔

حضرت امام ترمذیؒ ابواب الزہد ۳؎ کے ذیل میں ایک طویل روایت لائے ہیں جس سے حضرت معاویہؓ کے زہد و تقویٰ اور خشیت و عبادت کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے۔

عبادت و ریاضت

حضرت معاویہؓ کی عبادت و بندگی کا حال پوچھنا ہو تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھو وہ فرماتے ہیں معاویہؓ کی برائی نہ کرو۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر خدا کے حضور اپنی پیشانی رگڑتے ہیں۔۴؎ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کی نماز حضور کے مشابہ نہیں دیکھی۔ سوائے معاویہؓ ابن ابی سفیان کے ۵؎ (المنتقی / ۳۸۹ تطہیر الجنان / ۴۲)

حضرت معاویہؓ فرض کے علاوہ نوافل اور سنتیں بھی بڑے اہتمام کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ صاحب مروج الذہب لکھتے ہیں کہ معاویہؓ مغرب کی اذان سننے کے بعد مسجد میں آجاتے اور نماز پڑھانے کے بعد چار رکعت نماز الگ سے پڑھتے اور وہ بھی اس اہتمام سے کہ ہر رکعت میں پچاس پچاس آیات تلاوت فرماتے۔۶؎

علامہ حسن ابراہیم مصری لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ اپنے دن کو اللہ کے کاموں کے لئے تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ فجر کی نماز پڑھ چکتے تو اندر جا کر اپنا مصحف (قرآن پاک) لاتے اور اس کے اجزاء کی تلاوت فرماتے پھر گھر والوں کو شریعت پر عمل پیرا ہونے کے طریقے بتاتے۔۷؎

حضرت معاویہؓ نفل نمازوں کی طرح نفل روزے کے بہت پابند تھے ایک بار فرمایا۔ اے لوگو! آج عاشورہ کا دن ہے اور یہ روزہ فرض نہیں ہے۔ میں نے روزہ رکھا ہے تمہارا جی چاہے تو تم بھی رکھو۔۸؎

۱؎ موطا امام مالک / ۱۸۱ ۲؎ طبری ۲ / ۱۵۹ تاریخ الخلفاء / ۲۸ ۳؎ کتاب الزہد ۲ / ۱۷۲ ۴؎ ترمذی ابواب الزہد ۵؎ قاموس الاصنام ۲ / ۱۳۲ ۶؎ منہاج السنۃ ۳ / ۱۸۵ ۷؎ مروج الذہب ۴ / ۴۲۳ ۸؎ الاعلام الاسلام ۲۷۷

خشیت الٰہی اور خوف آخرت

سیدنا معاویہؓ خدا کے خوف اور آخرت کے ڈر سے ہر وقت لرزہ براندام رہتے تھے۔ بسا اوقات روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اور ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔ ترمذی شریف میں ہے ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ نے حشر و نشر اور روز آخرت کی باز پرس پر ایک عبرتناک حدیث سنائی۔ جس کا اثر حضرت معاویہؓ کے دل پر ایسا ہوا کہ وہ زار و قطار رونے لگے۔ ہچکیاں بندھ گئیں آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ یہاں تک کہ سامعین بھی رو پڑے اور سب کی آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ کچھ دیر کے بعد جب سکون ہوا۔ تو حضرت امیر نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: "جو شخص دنیا اور اس کے ساز و سامان کو چاہتا ہے تو ہم اس کے اعمال کا بدلہ دنیا میں دیتے ہیں اور اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن آخرت میں ان کا حصہ آگ کے سوا کچھ نہیں رہ جاتا اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ برباد ہو جاتا ہے اور جو کام کیے تھے وہ بیکار ہو جاتے ہیں۔"[1] یہ ان معاویہؓ کی رقت قلب خشیت الٰہی اور خوف آخرت کی ایک مثال ہے جنہیں عام طور پر دنیا طلب اور مواخذہ آخرت سے بے نیاز کہا جاتا ہے۔

ایک بار آپ نے شرفا حکومت سے کہا اگر تم غریبوں، محتاجوں، ضرورت مندوں کی فریادوں سے ہمیں مطلع نہیں کرو گے تو یاد رکھو حشر کے دن رعایا کے لیے مجھے جواب وہ ہونا پڑے گا اور اس دن میری سزا میں تم برابر کے شریک ہو گے۔

ایک بار فرمایا جس دل میں خوف خدا نہیں اس کا کوئی متعین مددگار نہیں۔[3] شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں [4] کہ حضرت معاویہؓ کے لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دنیا میں پڑ کر آخرت کے مواخذہ کو بالکل فراموش کر دیا تھا۔ لیکن یہ خیال حقیقت واقعہ سے بہت دور ہے، حضرت معاویہؓ قیامت کے مواخذہ کا تذکرہ سن کر لرزہ براندام ہو جایا کرتے تھے اور روتے روتے ان کی حالت غیر ہو جاتی تھی۔[5]

۱۔ ترمذی ابواب الذہد ۲۔ مروج الذہب، ۳۔ طبری ج ۷ صفحہ ۲۰۲ ۴۔ سیر الصحابہ ج ۶ صفحہ ۱۳۶ بحوالہ حضرت معاویہؓ ۵۔ حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ ص ۱۳۶ ج ۸

قرآن سے شغف

روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کو قرآن پاک سے گہرا لگاؤ تھا اور کیوں نہ ہوتا جبکہ عہد رسالت میں آپ کا زیادہ وقت قرآن حکیم کی کتابت میں صرف ہوا کرتا تھا اور نبی کریم ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے۔ خدایا! معاویہؓ کو قرآن کا علم عطا فرمایا۔[1] اور یہ دعا بارگاہ خداوندی میں قبول ہوئی اور حضرت معاویہؓ سے قرآن پاک کی کتابت کے لیے جبریل امین تشریف لائے اور حضور سے عرض کی کہ آپؐ معاویہؓ کی خدمات حاصل کریں کہ وہ قرآن کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔[3] علامہ مسعودی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کاروبار خلافت کی مصروفیات کے باوجود بلاناغہ تلاوت فرماتے رہے۔[4]

عمل بالحدیث اور اتباع سنت

حضرت امیر معاویہؓ عامل حدیث اور پابند سنت تھے اور لوگوں کو بھی یہی تعلیم دلواتے تھے۔ چنانچہ ایک صحابی عبدالرحمٰن بن سہیلؓ کو اس کام پر مقرر فرمایا تھا کہ وہ لوگوں کو حدیث کی تعلیم دیں اور جب میرے پاس آئیں تو وہ حدیثیں مجھے بھی سنائیں۔[5] اسی طرح ایک بار حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو لکھا کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے جو کچھ سنا ہے اس سے مجھے مطلع فرمائیں تو انہوں نے لکھا کہ آنحضرت نے فضول خرچی اور سوال کی کثرت سے منع فرمایا ہے۔ یہ شغف تھا حضرت معاویہؓ کا احادیث نبوی کے ساتھ کہ آپ دوسروں سے حدیثیں پوچھتے پھر اس پر عمل کرتے اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی تعلیم دیتے ایک بار بعض روسا کو دیکھا کہ وہ چیتے کی کھال پر بیٹھے ہیں تو فرمایا حضور ﷺ نے چیتے کی کھال پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری شریف)

حلم و بردباری

ہمیں آپ کے اعمال و افعال میں حلم و کرم اور بربادی کے اوصاف نہایت ممتاز نظر آتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ خود فرماتے ہیں (معاویہؓ حلم امتی) میری امت میں معاویہؓ بڑے حلیم و کریم ہیں۔

---

[1] ترمذی ابواب الزہد بحوالہ تاریخ اسلام از شاہ معین الدین ندوی ج ۲ ص ۴۳ مطبوعہ اعظم گڑھ و تطہیر الجنان لابن حجر مکی۔[2] البدایہ ۸/ ۱۲۰ [3] تطہیر الجنان / ۲ کے سواسب راوی ثقہ [4] مروج الذہب صفحہ ۴۲۳ [5] البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۴۴

ایک موقع پر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا تھا۔ معاویہؓ کی عیب جوئی سے مجھے باز رکھو وہ ایسا حلیم و بردبار شخص ہے کہ غصہ کے عالم میں ہنستا رہتا ہے۔[1]

خود حضرت معاویہؓ اپنے متعلق فرماتے ہیں میرے نزدیک غصہ پی جانے سے کوئی چیز لذیذ نہیں۔ یہ بھی فرماتے تھے مجھے شرم آتی ہے کہ کسی کا گناہ میرے وصف حلم سے بڑھ جائے۔ اور یہ قول بھی آپ ہی کا ہے کہ جہاں میرا کوڑا کام دیتا ہے وہاں تلوار کام میں نہیں لاتا اور جہاں میری زبان کام دیتی ہے وہاں کوڑا کام نہیں لاتا۔ اگر میرے اور دوسرے کے درمیان بال برابر بھی تعلق قائم ہو تو میں اسے منقطع نہیں کرتا۔ پوچھا گیا کیسے تو فرمایا۔

جب وہ اسے کھینچتا ہے تو میں اسے ڈھیل دیتا ہوں اور جب وہ ڈھیل دیتا ہے تو میں کھینچ لیتا ہوں۔[2]

آپ کی بردباری سے متاثر ہو کر عرب کا مایہ ناز شاعر اخطل کہتا ہے۔ (اے معاویہؓ تو نے اپنے نبی کے دین کو ہمارے لئے اپنی بردباری سے آسان کر دیا[3]۔ حضرت ابن جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے معاویہؓ سے زیادہ کسی کو حلیم و کریم نہیں پایا۔[4]

سخاوت و فیاضی

لبنان کا مورخ عمر ابو لنصر لکھتا ہے کہ سخاوت و فیاضی میں امیر معاویہؓ کا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ آپ کے خزانے کے دروازے دشمنوں اور دوستوں دونوں کے لئے یکساں طور پر کھلے رہتے ہیں۔ داد و دہش اور انعام و اکرام کے ذریعے اپ لوگوں کے دل جیت لیتے اور اس کے ذریعے بغاوتوں کو دور کرنے اور لوگوں کو مملکت کا فرمانبردار بنانے میں مدد لیتے۔[5]

شیعی مورخ علامہ ابن طباطبائی لکھتا ہے۔ بنو ہاشم اور آل ابی طالب امیر معاویہؓ کے پاس جاتے وہ انکی شاندار مہمان نوازی کرتے۔ انکی تمام ضروریات پوری کرتے۔ حالانکہ ان میں سے بعض لوگ اکے عوض ان سے سخت گفتگو کرتے، جلتے کٹتے لیکن معاویہؓ انکی باتوں کو کبھی مذاق میں اڑا دیتے کبھی ٹال جاتے کبھی خوش اخلاقی محبت میں ہر چیز فراموش کر دیتے۔

(از حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق)

۱۔ ازالۃ الخلفاء ۲/۷۵ اعلام السلام ۲۶۹ ۲۔ سیر الصحابہ ۱۱۸/۶ ۳۔ اغانی ۱۳/۳۴۵ ۴۔ تاریخ الخلفاء / ۲۱۸ ۵۔ معاویہ ابن ابی سفیان ۱۵۷

سادگی وانکساری

شروع شروع میں حضرت معاویہؓ بڑی شان کے ساتھ رہتے تھے۔ دروازے پر دربان ہوتا۔ زرق لباس پہنتے اور شاندار گھوڑے پر سواری کرتے لیکن یہ سب کچھ عزت نفس کے لئے نہ تھا۔ رومیوں کو مرعوب کرنے کے لیے تھا۔ چنانچہ آپ کی بعد کی زندگی' جب آپ خلیفہ ہوئے' فقیر کی تمکنت اور امیر کی مسکنت کا نمونہ نظر آتی ہے۔ آپ عوام کے جھرمٹ میں بیٹھتے اور ان کی فریادیں سنتے۔ دستر خوان پر امیر و غریب یکساں طور شامل ہوتے اور آپ ان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔[1] معمولی خچر پر سواری کرتے اور پھٹا ہوا کپڑا پہنتے' بازاروں میں گھومتے امام اوزاعی کے شیخ امام یونس بن میرہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ خچر پر سوار تھے اور ان کا غلام ان کے پیچھے بیٹھا تھا اور اس وقت ان کے جسم پر جو کرتا تھا۔ اس کا گریبان پھٹا ہوا تھا۔[2]

ایک روایت میں ہے کہ ایک بار حضرت معاویہؓ جامع دمشق میں اس حال میں خطبہ دے رہے تھے کہ انکی قمیص بوسیدہ ہو چکی تھی۔[3] امام بخاری لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی مجلس میں حضرت معاویہؓ تشریف لائے تو لوگ ادب سے اٹھ کر کھڑے ہونے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا جو شخص اس سے خوش ہو کہ خدا کے بندے اسکی تعظیم میں کھڑے ہو جائیں تو اسکا ٹھکانا جہنم ہے۔[4]

"ایک مورخ حضرت معاویہؓ کی سادگی اور فروتنی پر اسی طرح روشنی ڈالتا ہے" باوجود ایک مقتدر اور عظیم الرتبہ فرمانروا ہونے کے' معاویہؓ نے مزاج نہایت سادہ پایا ہے۔ وہ ہر حالت میں اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے تھے اور وہ ہر شخص سے نہایت مہربانی اور لطف و کرم سے پیش آتے تھے۔ خواہ وہ کیسا ہی ادنٰی درجہ کا آدمی ہو انکی یہ ہمدردی ایسے شخص کیساتھ اسوقت اور زیادہ بڑھ جایا کرتی تھی جب کوئی بے حیثیت آدمی انکے سامنے کوئی شکایت لیکر پیش ہوتا وہ مساوات بین المسلمین کے نہایت سختی سے قائل تھے۔"

---

[1] الفخری۔ / ۹۳۰ مروج الذہب ۲/ ۲۲۳ [2] کتاب الزہد امام احمد بن حنبل [3] ادب المفرد باب [4] ایضاً

فہم و تدبر

حضرت معاویہ گوناگوں صفات کے حامل تھے۔ اعلیٰ درجہ کے سیاستدان اور بہترین مدبر تھے۔ آپ کی ذہانت و فراست کی تعریف خود نبی کریم ﷺ نے کی تھی اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ تم لوگ معاویہؓ کو اپنے مشوروں میں شریک کر لیا کرو۔ اپنے معاملوں میں ان کو گواہ بنا لیا کرو وہ قوی امین اور مضبوط امانتدار ہیں اس کے بعد خود ایک معاملہ پر ان سے مشورہ لیا اور ان کی ذہانت کی تعریف کی۔ (ذکر ابن حجر و قال رجالہ ثقات مع اختلان فی البعض)

مصری مورخ محمد حسین ہیکل لکھتا ہے۔ معاویہ ایک دانشمند تھے۔ جن کی دانشمندی ان کی آنکھوں پر اغراض کا پردہ پڑنے نہیں دیتی تھی۔ حلیم الطبع تھے جن کی بردباری انہیں طاقت کے استعمال سے روکتی تھی اور بالغ نظر تھے۔ جن کی حکومت سے لوگ مانوس ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنی خوش کلامی اور حسن تدبر سے عوام کا دل موہ لیا تھا۔ ۲

حضرت معاویہؓ نے صرف عوام کا دل موہ نہیں لیا تھا بلکہ اپنے حسن تدبر سے خلافت راشدہ کے اصولوں کو باقی رکھنے کی کوشش بھی کی تھی۔ مولف تاریخ ملت فرماتے ہیں خلافت راشدہ کا چوکھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ تاہم امیر معاویہؓ نے اپنے حسن تدبر سے اصلی تصویر باقی رکھنے کی جو کوشش کی ہے وہ ہر حال میں قابل داد ہے۔ ۳

حضرت معاویہؓ نے قیصر روم کی شوکت کو اکھاڑ دیا۔ اسلامی تاریخ میں سب سے پہلی بحری لڑائی کا آغاز کر کے آپ آنحضرت ﷺ کی درج ذیل پیشینگوئی کا مصداق بنے۔

اول جیش یغزو البحر فقد اوجبو الجنہ

میری امت کا وہ پہلا لشکر جو بحری لڑائیوں کا آغاز کریگا، اس پر جنت واجب ہے۔

(صحیح بخاری)

۱۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۸ ۲۔ عمر فاروق اعظم صفحہ ۳۵۷ ۳۔ تاریخ ملت ج ۳ صفحہ ۵۰

سیدنا معاویہؓ اور اہل بیت رسولﷺ

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ حضرت معاویہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ ظاہر ہے کہ بہن اپنے بھائی کو کتنا محبوب رکھتی ہے۔ چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ ایک دفعہ ام حبیبہؓ اپنے بھائی معاویہؓ کا سر سہلا رہی تھیں کہ حضور اکرم ﷺ آگئے اور انہیں دیکھ کر فرمایا ام حبیبہؓ کیا تم معاویہؓ کو محبوب رکھتی ہو، آپ بولیں کیوں نہیں۔ بھلا کوئی بہن ایسی ہوگی جو اپنے بھائی کو محبوب نہ رکھتی ہو۔ یہ سن کر حضور اکرمؐ نے فرمایا "فان اللہ و رسولہ یحبانہ" اللہ اور اس کا رسول بھی معاویہؓ کو محبوب رکھتے ہیں۔ ۲؎"

حضرت علی المرتضیٰؓ

جنگ صفین کے بعد حضرت معاویہ کو بہت سے لوگ برا بھلا کہنے لگے۔ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ انہیں برا مت کہو وہ تمہارے درمیان سے جب اٹھ جائیں گے تو تم دیکھو گے کہ بہت سے سر تن سے جدا ہو جائیں گے۔ ۳؎ اور ایک موقع پر فرمایا معاویہؓ میرے بھائی ہیں۔ کافر یا فاسق نہیں ہیں۔ ۴؎ اور تم لوگ انہیں برا کہنے کی بجائے ان کے لئے دعا کیا کرو۔ ہمیں ان کی برائی پسند نہیں۔ ۵؎

حضرت علیؓ امیر معاویہؓ کے ساتھ ان کے لشکر کی بھی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے لشکریوں کے سامنے یہ تقریر کی۔ بخدا مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ لوگ عنقریب تم پر غالب آجائیں گے کہ یہ اپنے امام (معاویہؓ) کے فرمانبردار ہیں اور تم اپنے امام کے نافرمان تم خیانت کرتے ہو۔ وہ امانتدار ہیں۔ تم زمین پر فساد کرتے ہو اور وہ اسکی اصلاح کرتے ہیں۔

(البدایہ والنہایہ ۸ / ۲۰)

۱؎ حضرت معاویہ بن ابی سفیان صفحہ ۸۸ مطبوعہ لکھنؤ البدایہ والنہایہ ۸ / ۱۲۰ ۲؎ تطہیر الجنان۔ ۲/ ۳؎ تاریخ الخلفاء ۲۱۸ بحوالہ ابن عساکر ۴؎ مکتوبات ۲/ ۵۴ ۵؎ امیر معاویہؓ پر ایک نظر ۵

حضرت حسنؓ ابن علیؓ

آپ نے دست برداری خلافت سے چند روز قبل.... فرمایا تھا۔ خدا کی قسم! میں معاویہؓ کو ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے آپ کو شیعہ کہتے ہیں۔ا
علامہ ابن عبدالبر کتاب الاستیعاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت حسنؓ نے فرمایا "جو معاویہؓ کو برا کہتا ہے۔ اس پر خدا کی لعنت۔"

حضرت حسینؓ ابن علیؓ

حضرت حسنؓ کے ساتھ حضرت حسینؓ نے بھی امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی۔ تو کوفیوں نے آپ کو ورغلایا کہ معاویہؓ کی بیعت توڑ دیں۔ لیکن آپ نے صاف انکار کر دیا۔ فرمایا میں نے بیعت کر لی ہے اور عہد کر لیا ہے۔ اب بیعت کو توڑنا میرے لیے ناممکن نہیں۔ ایک بار آپ حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے وہ جامع دمشق میں خطبہ دے رہے تھے حضرت حسینؓ نے فرمایا۔
اے آل محمد ﷺ کے گروہ! آخرت کے دن جو بھی کلمہ توحید پڑھتا ہوا آئے گا وہ بخش دیا جائے گا۔ حضرت معاویہؓ نے پوچھا! بھتیجے آل محمد ﷺ کے گروہ میں کون لوگ ہیں۔ تو فرمایا جو ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور امیر معاویہؓ کو گالی نہیں دیتے۔

حضرت عقیلؓ بن ابو طالب

آپ حضرت علیؓ کے حقیقی بڑے بھائی تھے۔ شیعی مورخ صاحب عمدۃ المطالب لکھتے ہیں کہ:۔
"عقیل اپنے بھائی علی علیہ السلام سے انکے عہد خلافت میں الگ ہو گئے تھے اور جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہؓ کا ساتھ دیا۔"
بعض معاندین کہتے ہیں کہ عقیلؓ مال و دولت کی لالچ میں معاویہؓ کے پاس چلے گئے تھے۔ گویا ان کے نزدیک رسول اللہ کا چچیرا اور علی مرتضیٰ کا حقیقی بھائی جو مہاجر بھی تھا اور مجاہد بھی دنیا دار اور لالچی ہو گیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ

یہ صفین میں حضرت معاویہؓ کے خلاف دس ہزار لشکر کے افسر اعلیٰ تھے۔ لیکن حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد یہ حضرت معاویہؓ کے بہت بڑے مدح اور ثنا خواں ہو گئے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک بار کسی نے حضرت معاویہؓ پر نکتہ چینی کی۔ یہ بے ساختہ بول اٹھے انہیں کچھ نہ کہو وہ رسول اللہ کی صحابی ہیں۔ فقیہہ اور مجتہد ہیں۔ ایک بار دمشق سے واپس آئے تو اہل مدینہ سے فرمایا۔ معاویہؓ کا حلم ان کے غضب اور فیاضی ان کے بخل پر غالب ہے وہ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ قطع نہیں کرتے لوگوں کو ملاتے ہیں۔ جدا نہیں کرتے۔ میرے ساتھ ان کے تمام معاملات درست رہے۔

حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ

آپ بڑی بزرگی والے اور اہلبیت کے چشم و چراغ تھے۔ آغوش رسالت کے پروردہ' جعفر طیارؓ کے لخت جگر تھے۔ فاطمۃ الزہرہؓ کے داماد اور حضرت حسنینؓ کے بہنوئی تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کی طرح یہ بھی میدان صفین میں حضرت معاویہؓ کے مقابل دس ہزار افواج کی قیادت کر رہے تھے لیکن صلح و مصالحت کے بعد ان کے تعلقات بھی امیر معاویہؓ سے نہایت خوشگوار اور دوستانہ تھے۔ ان کے تعلقات کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام محمدؓ کا عقد یزید بن معاویہؓ سے کر دیا' سلے اور اپنے لڑکے کا نام معاویہؓ رکھا تھا۔

(جلاالعیون صفحہ ۱۸۶ کتب امامیہ)

> خلیفہ چہارم کے دور میں ایک انچ زمین فتح نہ ہوئی' تاہم حضرت علیؓ نے جب حضرت معاویہؓ سے نصف حصے پر صلح کی اور اس کے بعد جب حضرت حسنؓ نے پہلا حصہ بھی حضرت معاویہؓ کو دے کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی..... تو حضرت معاویہؓ کا دور اجماع امت اور اتحاد امت کی حقیقی روشنی میں جگمگا اٹھا..... بے انتہا وسیع مملکت اور مسلمانوں کے تمام گروہوں میں اتفاق وا رتباط کا یہ امتیاز حضرت معاویہؓ کے حصہ میں آیا۔